یادِرفتگان

مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

عظیم مفتی و مصنف مفتی ظفیر الدین مفتاحی کا سانحہ ارتحال

آدمی پردۂ نیست سے باہر آ کر منصۂ شہود پر جلوہ آرا ہوتا ہے اور اپنی میعاد پوری کر کے عدم آباد کو سدھار جاتا ہے، آنے جانے کا یہ غیر منقطع سلسلہ خدا جانے کب تک جاری رہے گا، اسی سلسلہ آمد و رفت پر اس جہانِ آب و گِل کی ساری آب و تاب منحصر ہے؛ چنانچہ ایک فلسفی شاعر کہتا ہے:

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی

اس لیے اس عالمِ بے ثبات میں کسی کا ورود، یا یہاں سے کسی کی رحلت، کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے کہ کسی کی پیدائش پر مسرت و شادمانی کے گیت گائے جائیں اور کسی کی وفات پر نالہ و شیون کا بازار گرم کیا جائے؛ بل کہ اس جہانِ کون و فساد کی یہی ریت اور یہی عادت جاریہ ہے، جو بجائے خود کسی خاص اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ بایں ہمہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بعض شخصیتیں اپنے محاسن و کمالات اور وسیع تر افادہ اور فیض رسانیوں کی بناء پر جب اس دنیا سے کوچ کر جاتی ہیں، تو ایک عالم اسے اپنی محرومی تصور کرتا ہے اور اسے ایسا لگتا ہے کہ اس کے ہاتھوں سے اس کا گنجِ گراں مایہ چھین لیا گیا ہے، جس پر حرمان و یاس اور رنج و الم کا ہونا ایک فطری امر ہے۔

ہمارے حضرت مفتی ظفیر الدین مفتاحی رحمہ اللہ بھی انھیں مفید و نفع بخش شخصیتوں میں تھے، وہ ایک عالم، مفتی، مصنف، مدرس، مربی اور نیک دل انسان تھے، تعلیم و تربیت اور اسلامی علوم و ثقافت کی تشہیر و ترویج ان کی زندگی کا مشغلہ تھا، نہ جانے کتنوں کو انھوں نے اپنی بے لوث اور شفقت آمیز تربیت سے کارآمد انسان بنا دیا، وہ انتہائی نرم خو، متحمل مزاج اور سادگی پسند تھے، نرم روی اور سادگی ان کی زندگی میں اس طرح رچ بس گئی تھی کہ ان کے لباس، خورد و نوش، رفتار و گفتار، رہن سہن حتی کہ ان کی تحریروں میں بھی اس کی جھلک نمایاں تھی، شدید سے شدید تر جذباتی ماحول میں بھی ان کی متانت و سنجیدگی اور لہجے کی لطافت میں فرق نہیں آتا تھا، ان کی قناعت پسند اور کفایت شعار طبیعت نے انھیں بے تاج کا بادشاہ بنا دیا تھا، اس لیے انھوں نے امراء اور سرمایہ داروں کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور ایسی فارغ البالی اور آسودہ حال زندگی گزار گئے جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔

دار العلوم دیوبند میں انھوں نے اپنی زندگی کے ترپن سال گزارے، جس کے آخر کے تیس سال خود بندہ کی نظروں کے سامنے بسر ہوئے، اپنے مشاہدہ اور ذاتی تجربہ کی بنیاد پر اپنا خیال تو یہی ہے کہ اس طویل مدت میں انکی ذات سے کسی کو کوئی آزار نہیں پہنچا ہوگا، انھوں نے اپنی معاشرت کا جو منہج اختیار کیا تھا، اس میں اسکی گنجائش بھی نہیں تھی۔

افسوس کہ ہم ربیع الثانی ھ -مارچ ء بروز پنجشنبہ ایک نمونہ کے انسان سے محروم ہو گئے۔

ع خدا بخشے بڑی ہی خوبیاں تھیں جانے والے میں

مرحوم کے تلمیذ رشید مولانا اشتیاق احمد استاذ دار العلوم دیوبند نے ان کا جو سوانحی خاکہ مرتب کیا ہے ذیل میں اسے ملاحظہ کیجیے:

سوانحی خاکہ

نام : حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی ابن جناب محمد شمس الدین صاحبؒ

ولادت : ۷؍مارچ ۱۹۲۶ء مطابق ۲۱؍شعبان ۱۳۴۴ھ

وطن : پورہ، دربھنگہ (بہار)

تعلیم گاہ : گاؤں کا مکتب؛ مدرسہ محمودیہ راج پور، نیپال؛ مفتاح العلوم مؤ؛ ندوۃ العلماء لکھنو۔

فضیلت ودستار : ۱۹۴۴ء میں مفتاح العلوم مؤ سے فارغ ہوئے، حضرت مولانا فخر الدین صاحب شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند نے سر پر دستار باندھا۔

اساتذہ : میاں جی محمد یوسفؒ، حافظ محمد میاں، مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ (چچازاد بھائی) محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ، مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ، مولانا محمد یحیٰی اعظمیؒ، مولانا شمس الدین مؤیؒ، مولانا حلیم عطا شاہؒ، مولانا محمد ناظم ندوی، مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ، مولانا حمید الدینؒ، مولانا شاہ محمد حبیب، مولانا طیبؒ، مولانا نظیرؒ، مولانا سید محمد علیؒ وغیرہ

تدریس : مدرسہ وارث العلوم چھپرہ؛ مفتاح العلوم مؤ؛ مدرسہ معدن العلوم نگرام؛ مدرسہ معینیہ سانحہ بیگوسرائے؛ مدرسہ تعلیم الدین ڈھابیل، گجرات؛ دار العلوم دیوبند۔

احسان وسلوک : حضرت تھانویؒ (مراسلاتی)، سید سلیمان ندویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ۔

اجازت وخلافت : حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ، مولانا فضل اللہ صاحبؒ (مولانا محمد علی مونگیریؒ کے پوتے)

خدمات ۱) شعبہ تصنیف وتالیف میں ھ میں آٹھ ماہ رہے، ایک کتاب بہ نام: جماعتِ اسلامی کے دینی رجحانات تصنیف فرمائی۔

۲) اس کے بعد دارالافتاء میں بحیثیت مرتب فتاویٰ رہ کر بارہ جلدوں میں فتاویٰ دارالعلوم مرتب فرمایا، تین ماہ بعد نائب مفتی کا عہدہ بھی تفویض ہو گیا۔

۳) ۱۳۸۳ھ میں مرتب کتب خانہ کی حیثیت سے کتب خانہ ترتیب دیا۔

۴) ۱۳۸۴ھ میں شعبہ مطالعہ علوم قرآنی اور مطالعہ تصانیفِ نانوتویؒ کی نگرانی آپ کے سپرد ہوئی۔

۵) ۱۳۸۵ھ سے ۱۴۰۲ھ تک باضابطہ رسالہ دارالعلوم کا اداریہ لکھا۔

۶) عربی ماہنامہ ''الداعی'' کی نگراں کمیٹی میں بھی شریک رہے۔

۷) ''محکمہ دارالقضاء'' قائم ہوا، اس کی بھی نگرانی فرمائی۔

۸) ''مخطوطات کا تعارف'' دو جلدوں میں مرتب فرمایا۔

۹) ندوۃ العلماء لکھنو کے مخطوطات کا تعارف بھی تحریر فرمایا۔

۱۰) مسلم پرسنل لاء کی طرف سے ترتیب دیے جانے والے مجموعہ قوانینِ اسلامی کی تیاری میں شریک رہے۔

۱۱) تقریباً تیس (۳۰) سال تک دارالافتاء میں رہے اور ایک لاکھ کے قریب فتاویٰ تحریر فرمائے۔

تصانیف: ۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند (۱۲ جلدیں) (۲) اسلام کا نظام مساجد (۳) نظامِ عفت وعصمت (۴) نظامِ امن (۵) نظام تعلیم وتربیت (۶) نظام تعمیر سیرت (۷) اسلامی حکومت کے نقش ونگار (۸) تذکرہ مولانا عبداللطیف نعمانیؒ (۹) تذکرہ مولانا عبدالرشید رانی ساگریؒ (۱۰) دینی جدوجہد کا روشن باب :امارتِ شرعیہ (۱۱) حکیم الاسلامؒ اور ان کی مجالس (۱۲) تعارف مخطوطات کتب خانہ دارالعلوم دیوبند (دو جلدیں) (۱۳) تعارف مخطوطات ندوۃ العلماء لکھنو (۱۴) مشاہیر علمائے دیوبند (۱۵) دارالعلوم کا قیام اور اس کا پس منظر (۱۶) حیات مولانا گیلانیؒ (۱۷) اسلامی نظامِ معیشت (۱۸) تاریخ المساجد (۱۹) جماعتِ اسلامی کے دینی رجحانات (۲۰) جرم وسزا کتاب وسنت کی روشنی میں (۲۱) اسوۂ حسنہ (مصائب سرکار دوعالم ﷺ) (۲۲) زندگی کا علمی سفر (۲۳) ترجمہ درمختار (تا کتاب الطلاق) ۲۴) درسِ قرآن (۲۵) مسائلِ حج وعمرہ (۲۶) تاریخی حقائق (۲۷) مشاہیر علمائے ہند کے علمی مراسلے (۲۸) حضرت نانوتویؒ ایک مثالی شخصیت (۲۹) نسل کشی (۳۰) امارتِ شرعیہ :دینی جدوجہد کا روشن باب (۳۱) تفسیر حل القرآن پر عنوانات کا اضافہ۔

ان کے علاوہ سیکڑوں مقالات ومضامین ہیں جو علمی ودستاویزی رسالوں میں شائع ہوئے۔

(بحوالہ دارالعلوم دیوبند انڈیا)